یہ وہ نفوسِ قدسیہ تھے جنہوں نے اعلاءِ کلمۃ اللہ اور ابلاغِ دین اسلام کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا اور ہم اہل ہند کو اسلام کی تعلیماتِ صحیحہ سے روشناس کیا۔

سرزمین ہند کی جانب تبع تابعین: (۱) سرزمین ہند کی جانب جو تبع تابعین تشریف لائے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱)......اسرائیل بن موسیٰ بصری (۲)......کرز بن ابوکرز عبدی (۳)......معلّٰی بن راشد بصری (۴)......جنید بن عمرو العدوانی المکی (۵)......محمد بن زید عبدی (۶)......محمد بن غزان کلبی (۷)......ابوعینہ ازدی (۸)......سندی بن شماس السمان بصری (۹)......عبدالرحیم دیبلی سندھی (۱۰)......عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی (۱۱)......عبدالرحمٰن بن السندی (۱۲)......عمرو بن عبید بن باب السندی (۱۳)......فتح بن عبداللہ سندھی (۱۴)......قیس بن بسر سندی النصری (۱۵)......ابومعشر نجیح بن عبدالرحمٰن سندھی مدنی (۱۶)......محمد بن ابراہیم بیلمانی (۱۷)......محمد بن حارث بیلمانی (۱۸)......یزید بن عبداللہ قرشی سندھی۔ (برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تابعین، اور تبع تابعین کی انتھک محنتوں کے بعد برصغیر ہندو پاک تک پہنچا۔ برصغیر میں اسلام دو طریقے سے پھیلا: (۱)......تبلیغ کے ذریعہ (۲)......جہاد کے ذریعہ۔

سراندیپ، کلکپدیپ، مالدیپ، مالا بارہ، جزیرہ جاوا، سُماترہ، سنگاپور، ملایا، کالی کٹ وغیرہ میں اسلام انصاف اور مساوات پر مشتمل تعلیمات کی وجہ سے اور علاقوں کے بادشاہوں کے زمانہ قدیم سے اہلِ عرب سے تجارتی تعلقات کی وجہ سے بغیر کسی جہاد و جنگ کے بہت تیزی سے پھیلا۔ عرب کے تاجروں میں سے مشرف بن مالک، مالک بن دینار اور مالک بن حبیب کا بھی ان علاقوں میں اسلام کی تبلیغ میں بڑا کردار رہا، مسلمانوں کی کثرت کو دیکھ کر، مالک بن دینار وغیرہ نے کدنکلور کالی کٹ میں مسجد بھی تعمیر کروائی، ان مذکورہ مسلمان تاجروں کی محنت کے سبب اسلام ساحلی کارومنڈل تک پھیل گیا اور بکثرت مسجدیں بھی بنائی گئیں؛ گویا یہ تمام علاقے حضرت محمد بن قاسم ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہندوستان پر حملہ آور ہونے سے قبل ہی اسلام میں داخل ہو گئے وللہ الحمد علی ذالک۔

علاقہ سندھ، جس کا اطلاق قدیم دور میں ایک عظیم مملکت پر ہوتا تھا، یہ مملکتِ سندھ، موجودہ سندھ سے مغرب میں مکران تک، جنوب میں بحرعرب اور گجرات تک، مشرق میں مالوہ کے وسط اور راجپوتانہ تک، شمال میں ملتان سے اوپر گزر کر جنوبی پنجاب کے علاقہ تک پھیلا ہوا تھا۔ (فتوح الہند)

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ سندھ میں مسلمانوں کی آمد کا آغاز عہدِ فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتداء ہی سے ہو چکا تھا، جس کے اولین محرک حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، جنہوں نے اپنے دو بھائی حکم بن ابی العاص اور مغیرہ بن ابی العاص کو اس خطہ کی طرف روانہ کیا تھا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی

ہندوستان میں صدائے لا الہ الا اللہ، کی گونج کے لئے اور حالات دریافت کرنے کے لئے فوج روانہ کی، مگر جنگ کی نوبت نہ آئی، پھر حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد میں حارث بن مرہ عبدی، سرہند پر حملہ آور ہوئے، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد میں ۴۴ھ میں مہلب بن ابی صفرہ حملہ کرنے کی غرض سے آئے اور فاتح ہوئے، اسی لیے تاریخ فرشتہ کے مصنف نے اسلام پر پہلی منظم جنگ کا شرف انہیں کے سر باندھا ہے، مگر یہ حملے چھوٹے چھوٹے تھے، بڑا حملہ حجاج کے اشارے پر محمد بن قاسم ہی نے ۹۲ھ میں کیا اور اقل قلیل مدت میں پورے سندھ کو فتح کر لیا، مگر بدقسمتی سے سلیمان بن عبد الملک نے حجاج کے ساتھ اپنے اختلافات میں، محمد بن قاسم جیسے جواں مرد اور نیک صفت مجاہد اسلام کو، بلی کا بکرا بنا دیا۔

محمد بن قاسم نے دیبل کو فتح کرنے کے بعد، وہاں جامع مسجد تعمیر کروائی، چار ہزار عربوں کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دے دیا، یہاں یہ بات قابل لحاظ رہے کہ ان فتوحات کے بعد بھی مسلمانوں نے اس بات کا حد سے زیادہ خیال رکھا کہ ہماری حکومت سے ملک سندھ کے کسی طبقہ کو بھی اذیت نہ پہنچے، مسلمانوں نے پست لوگوں کو ابھارا تو سہی، مگر بلند لوگوں کو پست نہیں کیا، جیسا کہ عام فاتحین کا طریقہ ہوتا ہے، جس کا ذکر قرآن کریم نے بلقیس کے واقعہ میں کیا ہے کہ ملکہ سبا بلقیس نے اپنے مشیروں سے کہا: ﴿إن الملوك إذا دخلوا قرية أفسدوها و جعلوا أعزة أهلها أذلة و كذالك يفعلون﴾ محمد بن قاسم نے ایسا زبردست انصاف کیا کہ تاریخ ہند میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کے مقدمات کا فیصلہ قاضی کرتے تھے، لیکن ہندوؤں کے لئے ان کی پنچایتیں بدستور قائم رہیں۔

محمد بن قاسم کی یہی رواداری اور انصاف تھا، جس کی وجہ سے ان کی مخالفت کم ہوئی، کئی شہروں نے خود بخود ان کی اطاعت قبول کر لی، بلکہ بلاذری تو لکھتا ہے: ''جب محمد بن قاسم قید ہو کر عراق بھیجے گئے، تو ہندوستان کے لوگ روتے تھے اور علاقہ کچھ گجرات کے لوگوں نے ان کا مجسمہ بنایا''۔

محمد بن قاسم جیسے مرد مجاہد کے بعد، سرزمین ہند پر اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے یزید بن مہلب نے بھی اپنی خدمات انجام دیں، قبل اس کے ہم دیگر مجاہدین و مصلحین کا اجمالی تذکرہ کریں، قبیلہ ثقیف کی قابل قدر خدمات جو انہوں نے سرزمین ہند پر اسلام پہنچانے کے سلسلے میں کی، جس کا آغاز ۱۵ھ سے حضرت عثمان بن ابی العاص اور حکم بن ابی العاص اور مغیرہ بن ابی العاص الثقفیون رضی اللہ تعالی عنہ سے ہوتا ہے اور اختتام حجاج بن یوسف اور محمد بن قاسم رضی اللہ تعالی عنہ پر ہوتا ہے؛ قبیلہ ثقیف کے اہل ہند پر احسان عظیم کے سلسلہ میں مورخ کبیر و محقق عظیم قاضی اطہر مبارکپوری کی عبارت پڑھنے کے قابل ہے۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ہندوستان، طائف اور اس کے قبیلہ بنو ثقیف کا یہ احسان کبھی نہیں بھول سکتا ہے، جس نے ہندوستان کو اپنی دینی و روحانی توجہ کا مرکز بنا کر جب بھی اسے اقتدار ملا اس کی طرف رخ کیا، عہد فاروقی رضی اللہ تعالی عنہ

میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحرین وعمان کی گورنری پاتے ہی اپنے بھائیوں حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہاں اسلام کی برکت دے کر روانہ کیا اور اُموی دورِ خلافت میں حجاج بن یوسف ثقفی نے عراق کی گورنری پا کر، اپنے جواں سال بھتیجے محمد بن قاسم کو خلافت کے زیرِ اہتمام با قاعدہ اسلامی فوج کے ساتھ ہندوستان روانہ کیا"۔ (عہد نبوی کا ہندوستان: ۲۴۶)

مورخ کبیر رحمۃ اللہ علیہ کے قبیلہ بنوثقیف کے بارے میں، اہل ہند پر احسان عظیم کا ذکر کرنے کے ساتھ ہی ذہن اس واقعہ کی طرف منتقل ہوا، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق ہجرت سے تین سال قبل یعنی/۱۰ نبوی یا ۱۱/ نبوی میں طائف کے سفر کے دوران پیش آیا، جب کہ طائف کے اوباشوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لہولہان کر دیا تھا، جس کے بارے میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے استفسار کرنے پر فرمایا تھا:

"ما لقيت من قومك كان أشدّ منه يوم العقبة إذ عرضت نفسي على بن عبد ياليل بن عبد كلال فلم يجب إلى ما اردت"۔ (البدایہ النہایۃ: ۳/۱۱۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں (جنگِ احد کے بعد) ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے دریافت کیا:

:" هل أتىٰ عليك يوم كان اشد عليك من يوم احد"؟" یارسول اللہ! کیا آپ پر اُحد سے زیادہ سخت دن کوئی گذرا؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ہاں، احد سے بھی زیادہ سخت دن مجھ پر وہ تھا جب (قبیلہ بنوثقیف کے سردار) عبد یالیل اور عبد کلال کو اسلام کی دعوت دی، تو انہوں نے میرے گمان کے خلاف مجھے جواب دیا، جب محزون وملول واپس ہوا اور مقام قرن ثعلب پر پہنچا، تو میں نے سر اٹھایا، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ بادل مجھ پر سایہ فگن ہے، پھر کچھ دیر بعد اسی بادل سے جبرئیل علیہ الصلاۃ السلام نے آواز دی اور کہنے لگے: "اہلِ طائف نے آپ کے ساتھ جو سلوک کیا، اللہ رب العزت نے اس کو دیکھا اور ملک الجبال کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، آپ اس کو جو چاہے حکم دے دیں"، پھر ملک الجبال نمودار ہوئے اور سلام کیا اور کہنے لگے: "اللہ رب العزت نے مجھے آپ کی جانب بھیجا ہے، اگر آپ حکم دیں تو اہلِ طائف اور قبیلہ ثقیف کو دو پہاڑیوں کے درمیان پیس دیا جائے"، مگر ہزار جان قربان رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:" ارجو أن يخرج الله من أصلابهم من يعبد الله ولا يشرك به شيئا" مجھے امید ہے کہ

اللہ ان کی نسلوں سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائیں گے، جن کی زبان پر توحید کے زمزمے ہوں گے اور جن کے سینے شرک کی آلائشوں سے صاف وشفاف ہوں گے"۔

بس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں پیش آنے والا سخت ترین دن کی یہ دعا عرش معلیٰ تک پہنچ گئی۔ مومن کی دعا، پر نہیں مگر طاقتِ پرواز رکھتی ہیں، ایک تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا دینا ہی کافی تھا اور وہ بھی سخت غم اور حزن کی حالت میں، بھلا ایسی دعا کی قبولیت میں کیا شک ہوسکتا ہے، اسی دعا کا نتیجہ تھا کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اخیر میں محمد بن قاسم نے ہندوستان کی شرک وکفر کی مسموم فضاء میں توحید خالص کے زمزمے اور صدائیں بلند کرنے کا فیصلہ کیا اور یوں عرب کے ریگستان سے طویل مسافت پر واقع ملک ہندوستان میں قبیلہ ثقیف اسلام کی بنیادیں قائم کرنے میں کامیاب ہوا، قیامت تک اہل ہند کے کارہائے خیر کا ثواب قبیلہ ثقیف کے میزانِ حسنات میں لکھا جاتا رہے گا، ان شاء اللہ۔ اہلِ ہند اس قبیلہ کا جتنا بھی شکر واحسان مانے کم ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ محمد بن قاسم الثقفی کی شہادت کے (مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق) تین سو برس تک مسلمانوں نے ہندوستان پر کوئی بڑی جنگی کاروائی نہیں کی، البتہ اس دوران چھوٹے چھوٹے حملے ہوتے رہے، مثلاً: محمد بن قاسم نے اپنے والد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے، حکم کے دستِ راست بن کر فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا، پھر اس کے بعد خلافت بنوامیہ کا خاتمہ ہوگیا اور خلافت عباسیہ ۱۳۲ھ مطابق ۷۵۰ء میں قائم ہوئی۔ خلافتِ عباسیہ کے دور میں ہشام ۱۴۰ھ میں سندھ کے علاقہ میں آیا اور کاٹھیاوار کے علاقہ کو اس نے فتح کیا اور اور گجرات میں سب سے پہلی مسجد بنوائی، پھر شمال میں کشمیر کے بعض علاقوں کو فتح کیا۔ صاحب آبِ کوثر شیخ اکرم فرماتے ہیں:

"فتح سندھ کے سات سال تک تو عرب فاتحین کا پلہ بھاری رہا، مگر پھر یمنی اور حجازی آپسی عرب اختلاف کی وجہ سے غیروں نے فائدہ اٹھایا، چناں چہ جاٹوں نے شمالی سندھ میں اور جنوبی سندھ میں میڈ قوموں نے اپنا اثر ورسوخ قائم کرلیا اور ۲۳۷ھ مطابق ۸۵۴ء کے آنے تک پھر ہباری خاندان کی موروثی حکومت شروع ہوگئی پھر قرامطہ اسماعیلی شیعہ کا ۲۷۰ھ میں ملتان پر قبضہ ہوگیا، قرامطہ کے تسلط کے بعد سلطان محمد غزنوی ۳۶۷ھ ۹۹۷ء میں ہندوستان میں داخل ہوئے اور ایک عظیم اسلامی مملکت کی بنیاد ڈالی جو مختلف مراحل اور خاندانوں سے گذرتی ہوئی ۱۸۵۷ء تک باقی رہی، سلطان ایک نیک دل عادل بادشاہ تھا، سلطان غزنوی تاریخ اسلام کا ایک درخشندہ ستارہ ہے، جس نے مملکت اور عیش کو مقصد نہیں بلکہ احیاء اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کو زندگی کا مقصد بنایا اور وہ اس میں الحمدللہ کامیاب رہا"۔

☆......☆......☆